بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

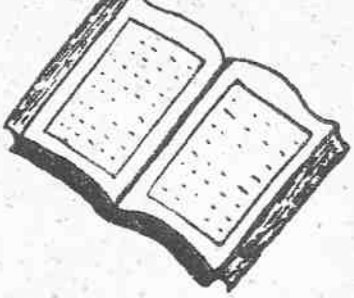

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

الفرقان

اکتوبر ۱۹۶۵ء

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

ترتیب

	صفحات
* غزوۃ الہند	۱
* قرآن مجید اور حضرت مسیح کی مصلوبیت	۵
* ''خدا کو سب سے زیادہ اپنی توحید پیاری ہے''	۹
* تلوار کے جہاد کے متعلق جماعت احمدیہ کا موقف	۱۰
* قارون کون تھا ؟	۱۷
* دو خطوط	۲۳
* ظہر الفساد فی البر و البحر (نظم)	۲۴
* حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو اہم رؤیا	۲۵
* شذرات	۲۷
* متفرقات	۳۰

نبراس المؤمنین

تربیتی اور تعلیمی لحاظ سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یکصد احادیث کا مجموعہ ہے۔ سلیس اردو ترجمہ بھی شامل ہے۔ نظارت تعلیم نے اسے بطور نصاب منظور کر رکھا ہے۔ بچوں اور بچیوں کے لئے نہائت ضروری ہے۔

قیمت سفید کاغذ ۳۱ پیسے

۱۰۰ کتابیں خریدنے والے کو دس فیصدی کمیشن۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

:- ملنے کا پتہ :-
مکتبہ الفرقان ربوہ

Jesus did not Die on the Cross

بائیبل کے دس دلائل پر مشتمل یہ انگریزی پمفلٹ ایک تحقیقی رسالہ ہے۔ انگریزی دان احباب کے لئے ایک تحفہ ہے۔

قیمت فی نسخہ ۲۰ پیسے

سو نسخے خریدنے والے کے لئے دس فیصدی کمیشن۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

:- ملنے کا پتہ :-
مکتبہ الفرقان ربوہ

جلد ۱۵ شمارہ ۱۰ | ماہنامہ الفرقان ربوہ | جمادی الثانیہ ۱۳۸۵ھ اکتوبر ۱۹۶۵ء

صداقت اسلام پر ایک اور دلیل

غزوۃ الہند

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا شاندار ظہور

ہمارا ایمان ہے کہ اسلام ایک زندہ، عالمگیر اور دائمی صداقتوں پر مشتمل دین ہے۔ اس کی سچائی پر ہر زمانہ میں تازہ بتازہ دلائل ظاہر ہوتے ہیں قرآن مجید نے اس کلمۂ طیبہ کی مثال اُس درخت سے دی ہے جو ہر زمانہ میں تازہ پھل دیتا ہے۔ فرمایا تُؤْتِيْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا (ابراہیم : ۲۴)

قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں قیامت تک کے لئے ایسی پیشگوئیاں موجود ہیں جو اپنے اپنے وقت پر پوری ہو کر ہر زمانہ میں اسلام کی صداقت پر مُہر کر رہی ہیں۔ قرآن پاک نے آخری زمانہ میں یاجوج و ماجوج کے خروج، ان کی اس وقت کی نئی ایجادات اور اس زمانہ کی خطرناک جنگوں کا ذکر سورۃ الکہف اور سورۃ الانبیاء میں فرمایا ہے۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ (الکہف: ۹۹) کہ اس وقت دنیا کی قومیں ایک دوسری پر سمندر کی موجوں کی مانند حملہ آور ہوں گی۔"

احادیث نبویہ میں اس سلسلہ میں **غزوۃ الہند** کا بھی خاص طور پر ذکر آیا ہے۔ دو احادیث درج ہیں:-

(۱) وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَدْرَكْتُ أُنْفِقْ فِيْهَا نَفْسِيْ وَمَالِيْ وَإِنْ قُتِلْتُ كُنْتُ أَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ رَجَعْتُ فَأَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ

(سنن نسائی کتاب الجہاد)

ترجمہ:- کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کی جنگ کی خبر دی ہے اگر مجھے اس میں شامل ہونے کا موقعہ ملا تو میں اپنی جان اور اپنا مال اس میں خرچ کردوں گا۔ پھر اگر میں شہید

ہوگیا تو میں بہترین شہیدوں میں شمار ہوں گا اور اگر میں زندہ واپس آگیا تو میں آزاد ابوہریرہ ہوں گا۔"

(۲) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ حَرَّزَھُمَا اللّٰہُ مِنَ النَّارِ عِصَابَۃٌ تَغْزُو الْھِنْدَ وَعِصَابَۃٌ تَکُوْنُ مَعَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

(سُنن نسائی و الجامع الصغیر)

ترجمہ:۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ خاص طور پر آگ سے بچائے گا۔ ایک گروہ جو ہندوستان سے جنگ کریگا دوسرا گروہ جو عیسٰی بن مریم (مسیح موعود) کے ساتھ ہوگا۔"

ان احادیث میں **آخری زمانہ** کی جنگوں کے سلسلہ میں مسلمانوں کی ہندوستان سے ہونے والی جنگ کی خبر دی گئی ہے۔ دراصل یہ یاجوج و ماجوج کی ان **جنگوں** کے تسلسل میں ہی واقع ہونے والی ایک لڑائی ہے جس کا وقوع آخری زمانہ میں مقدر تھا۔ یاجوج و ماجوج درحقیقت **روسیوں نیز انگریزوں اور امریکنوں** کی قوموں اور ان کے دو بلاکوں کے نام ہیں جن کا سارا کاروبار آگ سے وابستہ۔ عربی زبان میں اجیج آگ کے شعلے کو کہتے ہیں۔ **یہی دو بلاک** اس وقت مطابق آیت کریمہ **وَھُمْ مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ** ساری دنیا کے **نشیب و فراز پر حاوی** ہیں۔ علامہ اقبال نے بھی ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف یَنْسِلُوْن

(بانگ درا ص۳۳۴)

برِ عظیم کی تقسیم کے بعد پاکستان معرضِ وجود میں آیا جو دنیا کی سب سے بڑی **اسلامی سلطنت** ہے اور **بھارت** (ہند) دوسرا ملک قرار پایا جسے **لادینی** طرز کی حکومت کہا جاتا ہے۔ بھارت اس وقت امریکہ اور روس ہر دو کی نوازشوں، توجہات اور اسلحہ کا مرکز ہے اور بھارت نے اسی غرور کے باعث گزشتہ دنوں پاکستان سے جنگ کا آغاز کرتے ہوئے ایک بھرپور وار کیا۔ کشمیر میں مسلمان ہر طرح سے مظلوم اور مقید ہیں۔ کشمیر کے سلسلہ میں پاکستان بھی مظلوم ہے مگر ان مظلوموں کے آواز بلند کرنے پر بھارت نے **یاجوجی و ماجوجی طاقتوں** کے اسلحہ پر بھروسہ کرتے ہوئے پاکستان پر اچانک حملہ کر دیا۔ تا اس طرح صفحۂ دنیا سے اس سب سے بڑی اسلامی سلطنت کو مٹا دیا جائے۔ الٰہی نوشتوں کے مطابق پاکستان کا قیام **ایک آسمانی تقدیر** ہے اور اس کا **محفوظ** رہنا لازمی۔ اسلئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستانی افواج نے بھارت کا پہلا حملہ پسپا کر دیا ہے اور انشاء اللہ آخری فتح بھی پاکستان کو ہی

حاصل ہوگی۔

احادیث نبویہ کی **غزوۃ الھند** والی پیشگوئی پر غور کیا جائے تو صاف کھل جاتا ہے کہ یہ پیشگوئی موجودہ جنگ پر بدرجہ اولیٰ چسپاں ہوتی ہے۔ قرائن و حالات بتلاتے ہیں کہ مسلمانوں کو یہ جنگ **انتہائی مظلومیت** کی حالت میں **دفاعی** رنگ میں لڑنی پڑی ہے۔ اس جنگ میں کشمیری مسلمانوں کی **آزادی و حریت** کا سوال درپیش ہے۔ یہ جنگ پاکستان کے مسلمانوں کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اس جنگ میں یاجوج و ماجوج کا بہت بڑا دخل ہے۔ یہ جنگ مسیح موعودؑ کی بعثت اور وفات کے بعد ہوئی ہے اور ملکی حالات کے پیش نظر اس کی جماعت کا **ایک گروہ** اس جنگ میں نبرد آزما ہے اور عظیم قربانیاں پیش کر رہا ہے۔ چونکہ ابھی جنگ جاری ہے اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کب آخری فیصلہ کن مرحلہ پر پہنچے گی اسلئے فی الحال مزید کہنے کی ضرورت نہیں۔

ہم نے سب سے پہلے اس **عظیم الشان بشارتِ نبوی** کو مجلہ الفرقان ماہِ ستمبر ۶۵ء[1] میں نیز روزنامہ الفضل ۱۱ ستمبر ۶۵ء میں شائع کیا۔ معاصر ہفت روزہ لاہور (لاہور) اور ہفت روزہ غازی (گجرات) میں بھی یہ مقالہ شائع ہوا۔ پھر اہلحدیث حضرات کے ہفت روزہ الاعتصام (لاہور) نے بطور ایڈیٹوریل اِن دونوں احادیث نبویہ کو شائع کرتے ہوئے لکھا کہ:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خوشخبریاں ہر اُس جنگ کے مجاہدین کے حق میں ہیں جو خالص اسلامی جذبہ سے سرشار، جنگجو ہندوؤں سے برسرپیکار ہوں۔ خوش قسمت ہیں ہماری فضائی، بری اور بحری افواج جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کا مصداق بن رہی ہیں" (الاعتصام ۱۷ ستمبر ۶۵ء)

ایک دوسرے ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث (لاہور) کا اقتباس بھی قابلِ توجہ ہے۔ فاضل مدیر لکھتے ہیں:-

"سرزمین ہند ہمارے غازیوں کے لئے چشم براہ نظر آتی ہے۔ وہ اپنے مقدر کو جگانے کیلئے غیر شعوری طور پر ہمارے مجاہدوں کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اگر آپ نے اس پر مضبوط ہاتھ ڈال دیئے تو اُمید ہے کہ وہ ہوش میں آنے کے بعد آپ کی ممنونِ احسان ہوگی ——— اور آپ کو خدا کے حضور میں سرخروئی نصیب ہوگی۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب ہند کی اس طبعی پیاس اور مجاہدین کے جہاد کا ذکرِ خیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے سُنا تو وہ اُس وقت اُس میں شرکت کے لئے بے چین ہوگئے تھے۔

[1] ماہنامہ الفرقان ہر ماہ کی دس تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَزْوَۃَ الْہِنْدِ فَاِنْ اَدْرَکْتُ اُنْفِقْ فِیْہَا نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَاِنْ قُتِلْتُ کُنْتُ اَفْضَلَ الشُّہَدَآءِ وَاِنْ رَجَعْتُ فَاَنَا اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ الْمُحَرَّرُ۔

(نسائی)

یعنی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعدہ دیا تھا کہ ہندوستان سے ہم مسلمان جہاد کریں گے سو اگر میں نے وہ عہد پالیا تو اس میں میں اپنی جان اور مال لگا دوں گا، اگر اس میں شہید ہو گیا تو افضل ترین شہید ہوں گا اگر زندہ لوٹ آیا تو میں (آگ سے) آزاد ابوہریرہ ہوں گا۔"

گو اس سے پہلے ہندوستان سے بارہا جہاد ہو چکا ہے تاہم اس کی تکمیل ابھی باقی ہے۔ اور یہ اس وقت ہوگی جب ہمارے مجاہد اس پر پورا قبضہ کرکے اس کو اسلام کا حلقہ بگوش بنالیں گے۔"

(تنظیم اہلحدیث ۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء)

حالات و واقعات بتا رہے ہیں کہ اس جنگ میں اللہ تعالیٰ کی **تائید و نصرت** اسلامی فوجوں کے شاملِ حال ہے۔ پاکستان اور بیرونِ پاکستان تمام عالمِ اسلامی اس جنگ کو اپنی جنگ سمجھ رہا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ جنگ پیشگوئی کے مطابق **مستقبل قریب میں اسلام کی اشاعت کا** بہت بڑا ذریعہ بننے والی ہے۔ اس سے پاکستان کو **استحکام** حاصل ہوگا اور خطۂ کشمیر **آزادی کی** نعمت سے بہرہ ور ہوگا۔ بہرحال زمین پر **ایک عظیم انقلاب** آنے والا ہے جو اسلام کے **درخشندہ مستقبل** کا پیش خیمہ ہے اسلئے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ پُرسوز دعاؤں کے علاوہ اپنی جانوں اور اپنے مالوں سے اس معرکۂ حق و باطل میں حصہ لیں۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح ہر مسلمان کو کہنا چاہیئے کہ میں اس جنگ میں اپنی جان اور اپنا مال اسلام کی حمایت کے سلئے صرف کر دوں گا اور عملاً اس قول کو پورا کر دکھانا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو توفیق بخشے۔ آمین ÷

معذرت

ہنگامی حالات کی وجہ سے الفرقان کے خاص نمبر کی اشاعت میں التواء ہو گیا ہے۔ اسی وجہ سے اس مرتبہ صفحات کی بھی کمی ہو رہی ہے۔ احباب مطلع رہیں ÷

(مینجر)

تفسیر القرآن الحکیم

قرآن مجید اور مسیحؑ کی مصلوبیّت

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ (النساء: ۱۵۷)

ترجمہ:۔ یہود پر ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم **رسول اللہ** کو قتل کر دیا ہے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کی گئی) حقیقت یہ ہے کہ وہ (یہود) مسیح کو **مقتول** اور **مصلوب** نہ کر سکے۔ ہاں وہ ان کی نظروں میں مقتول و مصلوب کے مشابہ ٹھہرایا گیا۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اس (مسیح) کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ اس کے بارے میں شک میں ہیں۔ انہیں اس سلسلہ میں کوئی قطعی علم حاصل نہیں۔ صرف ظن کی پیروی کر رہے ہیں انہوں نے مسیح کو قطعاً مقتول نہیں بنایا۔"

تفسیر:۔ یہ سورہ نساء کی ایک آیت ۱۵۷ ہے۔ اس میں یہود کے اس دعویٰ کا ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو واقعی طور پر قتل کر دیا تھا۔ یہود کے قول میں مسیح کے لئے لفظ رسول اللہ کے ذکر کی یہ وجہ ہے کہ یہود کی نگاہ میں حضرت مسیح ناصریؑ کا جو دعویٰ رسالت کرتے تھے اس طرح قتل ہو جانا (معاذ اللہ) ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ از روئے بائیبل جھوٹا نبی قتل ہوتا ہے اور جھوٹا نبی صلیب پر مرنے کے باعث ملعون قرار پاتا ہے۔ جھوٹے نبی کے متعلق بائیبل میں لکھا ہے:۔

(الف) "وہ نبی یا وہ خواب دیکھنے والا قتل کیا جائے گا۔" (استثناء $\frac{13}{5}$)

(ب) "وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا **ملعون** ہے۔" (استثناء $\frac{21}{23}$)

اس بناء پر یہودیوں کا یہ دعویٰ کہ ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کر دیا ہے اور صلیب پر مار دیا ہے اس بات کا مترادف تھا کہ مسیح اپنے دعویٰ نبوت میں جھوٹا تھا اور از روئے تورات ملعون تھا (معاذ اللہ)۔ قرآن پاک فرماتا ہے کہ یہود نامسعود نے اپنے اس قول سے خدا کے ایک برگزیدہ رسول کو ملعون قرار دیا اسلئے اس قول کی وجہ سے وہ لعنت خود ان پر اُلٹ کر پڑ گئی۔

قرآن مجید نے مسیح کی صلیبی موت کا نہایت پُرزور انکار فرمایا ہے کیونکہ اس سے سیدنا

حضرت مسیح علیہ السلام پر خطرناک زد پڑتی تھی۔ یہود تو خیر مسیح کے دشمن تھے عیسائیوں نے بھی جو مسیح کی محبت کا دم بھرتے ہیں یہود کے اس دعویٰ سے اتفاق کر لیا اور ان کے اس قول پر صاد کر دیا کہ واقعی مسیح صلیب پر مر کر موردِ لعنت بن گئے تھے۔ پولوس کا قول ہے کہ :۔

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس
نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے
چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جو لکڑی پر
لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے" (گلتیوں ۳/۱۳)

گویا نزولِ قرآن مجید سے چھ سو سال پیشتر سے یہودی اور عیسائی اسی پر متفق چلے آتے تھے کہ حضرت مسیح صلیب پر مر گئے اور اس موت کے نتیجہ میں وہ ملعون قرار پا گئے (معاذ اللہ) بعد ازاں یہود نے مسیح کو مفتری قرار دیا اور نصاریٰ نے اسے خدا کا بیٹا ٹھہرایا۔ قرآن مجید وہ پہلی آسمانی کتاب ہے جس نے یہود و نصاریٰ کے اس دعویٰ کی بھی تردید کی کہ حضرت مسیح مصلوب ہو گئے تھے اور اس بیان کو بھی سراسر غلط ٹھہرایا کہ اسکے نتیجہ میں مسیح ملعون ہو گئے تھے۔ جہاں تک حضرت مسیح کی صلیبی موت کا سوال ہے قرآن مجید کی زیر تفسیر آیت میں تصریح کر دی گئی ہے کہ :۔

(۱) مسیح ہرگز مقتول و مصلوب نہیں ہوئے۔
(۲) ان کے مصلوب ہونے کا خیال کسی پختہ ثبوت اور قطعی دلیل پر مبنی نہیں۔
(۳) ان دونوں قوموں کا خیال اس سطحی بات پر موقوف ہے کہ مسیح بظاہر مقتول و مصلوب کے مشابہ بنائے گئے۔
(۴) اس بنا پر مسیح کے مقام کے بارے میں انکا اختلاف محض ظن پر مبنی ہے۔
(۵) خلاصہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کے پاس کوئی یقینی ثبوت نہیں ہے کہ انہوں نے فی الواقع مسیح کو صلیب پر مار دیا تھا۔

قرآن مجید کے یہ بیانات یہودی اور عیسائی دنیا کے لئے چودہ سو برس سے چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں مگر وہ اسے قبول کرنے سے عاجز ہیں۔ وہ کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کر سکتے کہ واقعی مسیح قتل ہو گئے تھے یا صلیب پر مر گئے تھے۔

قرآن پاک کی اس آیت کے الفاظ پر تدبر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لفظ مَا صَلَبُوْہُ کا صرف یہ مطلب ہے کہ مسیح کی صلیبی موت کی نفی کی جائے۔ موقعہ کے لحاظ سے اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ مسیح صلیب پر زندہ بھی لٹکائے نہیں گئے۔ کیونکہ اوّل تو یہود کے جس دعویٰ کی تردید مدنظر ہے اس میں انہوں نے مسیح کے قتل کا دعویٰ کیا ہے قتل عام ذریعہ سے بھی ہو سکتا ہے اور صلیب کے ذریعہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ مشہور لغت کی کتاب لسان العرب میں لکھا ہے :۔ اَلصَّلْبُ: اَلْقِتْلَۃُ الْمَعْرُوْفَۃُ۔ کہ صلیب دینا قتل کرنے کا معلوم طریق ہے۔ یہود کا دعویٰ تھا اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ۔ اللہ تعالیٰ نے عام طریقۂ قتل کے لحاظ سے مَا قَتَلُوْہُ میں اس کی تردید کر دی اور صلیب کے معلوم طریقۂ قتل کے لحاظ سے مَا صَلَبُوْہُ میں تردید فرما دی۔ اس کے ذکر کی

خاص طور پر اسلئے ضرورت تھی کہ صلیبی موت کو لعنتی موت سمجھا جاتا تھا اور یہود کی مسیح کے قتل کے دعوے سے یہی موت مراد تھی ۔ دوم آیت کا لفظ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ استدراک کے لئے آیا ہے ۔ اس میں جس اُبھرنے والے سوال کا جواب دینا مدنظر ہے وہ یہی ہے کہ اگر مسیح فی الواقع مقتول اور مصلوب نہیں ہوئے تو صدیوں سے شدید دشمنی کے باوجود یہود و نصاریٰ اس پر متفق کیوں چلے آ رہے ہیں ؟ جواباً فرمایا کہ مسیح پر ایسے حالات گزرے تھے کہ وہ بظاہر مقتول و مصلوب نظر آئے تھے ، اسلئے معاندین نے ازراہِ عداوت اور سادہ لوح محبین نے اپنی کمزوری کے باعث یہ نظریہ قائم کر لیا کہ وہ فی الواقع مصلوب ہو گئے تھے ۔ شُبِّہَ لَھُمْ کے معنے ہوں گے شُبِّہَ الْمَسِیْحُ لَھُمْ بِالْمَقْتُوْلِ وَالْمَصْلُوْبِ کہ مسیح ان کی نظر میں مقتول اور مصلوب ہو گیا تھا واقع میں نہیں ہوا تھا ۔ پھر فرمایا کہ ان یہود و نصاریٰ نے مسیح کی صلیبی موت سے جو شدید مختلف نتیجے نکالے ہیں کیونکہ یہود اسی بناء پر مسیح کو جھوٹا اور مفتری ٹھہراتے ہیں اور عیسائی اسی بناء پر مسیح کو خدا کا فرزند قرار دیتے ہیں ۔ یہ اختلاف بھی دلیل ہے کہ یہ لوگ بے بنیاد نظریات رکھتے ہیں اور ان کا یہ خیال کہ مسیح واقعی صلیب پر مر گئے تھے حقیقت سے کوسوں دور ہے ۔ سوم قرآن مجید نے آیت کے آخر میں بطور خلاصہ صرف مَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا فرمایا ہے جس سے بالبداہت واضح ہے کہ آیت کا مدعا مسیح کی صلیبی موت کی نفی کرنا ہے محض لٹکائے جانے کی نفی کرنا مقصود نہیں ۔ گویا مسیح نہ عام ذریعہ سے قتل ہوئے اور نہ صلیب کے ذریعہ ان کی موت واقع ہوئی ۔

قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی صلب کا فعل صلیب پر مارنے کے معنوں میں ہی آیا ہے ۔ فرمایا (۱) وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ (یوسف : ۴۲) تم دونوں قیدیوں میں سے دوسرا مصلوب ہوگا یعنی اس کی موت بذریعہ صلیب واقع ہوگی ۔ (۲) اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا (المائدہ : ۳۴) جو لوگ اللہ اور رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے رہتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں عام ذریعہ سے قتل کر دیا جائے یا صلیب پر مار دیا جائے ۔ (۳) لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ (الاعراف : ۱۲۴) فرعون مصر نے ایمان لانے والے جادوگروں سے کہا کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا اور تمہیں صلیب پر مار دوں گا ۔"

قرآن مجید کی ان آیات سے بھی ظاہر ہے کہ مصلوب وہ شخص ہے جو صلیب پر مارا جائے نہ وہ جو محض لٹکایا جائے جس طرح مقتول وہ شخص ہے جو فی الواقع قتل ہو جائے نہ وہ جس پر محض وار کیا گیا ہو ۔ پس آیت مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ کا صاف واضح اور مطابق لغت یہی ترجمہ ہے کہ حضرت مسیحؑ کو یہود نے نہ مقتول بنایا اور نہ اسے مصلوب کر سکے المنجد میں بھی لکھا ہے ۔ صَلَبَہٗ : جَعَلَہٗ مَصْلُوْبًا (زیر لفظ صلب) گویا یہود کے ہاتھوں نہ مسیح کی موت عام

ذریعہ قتل سے ہوئی اور نہ ہی خاص صلیب کے ذریعہ سے ہوئی بلکہ وہ مصلوب ہونے سے محفوظ رہے اور صلیبی موت سے بچائے گئے۔

قرآن مجید کے الفاظ پر تدبّر کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کا صلیب پر لٹکائے جانے کی حد تک کا بیان تو درست ہے مگر مسیحؑ کے صلیب پر مار دینے کا ان کا دعویٰ بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔ پس مسیحی مدیر اخوت (لاہور) کا یہ قول درست نہیں کہ:-

"قرآن تو مسیح خداوند کے صلیب دیئے جانے ہی کا منکر ہے۔ جب وہ (بقول اسکے) صلیب پر چڑھے ہی نہیں تو ان کے مرنے یا نہ مرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"

(اخوت ستمبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۲)

قرآن حکیم کے مطابق جس طرح حضرت یوسفؑ کنوئیں میں ڈالے گئے مگر زندہ بچائے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندہ بچائے گئے۔ حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں گئے مگر خدا کی قدرت سے زندہ بچائے گئے۔ اسی طرح حضرت مسیحؑ صلیب پر لٹکائے گئے مگر خدا کی قدرت سے زندہ بچائے گئے۔

قرآن مجید کا یہ وہ معقول اور مدلّل نظریہ ہے جسے جماعت احمدیہ کی پُر اثر تبلیغ کے ماتحت آج یورپ کے محقق اور سمجھ دار پادری بھی قبول کر رہے ہیں اور مدیر اخوت ان پر ناراض ہو رہے ہیں۔

سینٹ تھامس ہسپتال لندن کے برطانوی ڈاکٹر نے اپنے تازہ ترین مقالہ میں لکھا ہے کہ:-

(۱) "معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی دوپہر کے بعد تین بجے کے قریب موت واقع ہوئی ہے۔ وہ تین گھنٹے تک صلیب پر رہے اس دوران وہ بیہوش ہو گئے مگر رومیوں نے یہ سمجھ لیا کہ انتقال کر گئے"

(۲) رومن سپاہی نے صلیب پر لٹکے ہوئے حضرت عیسیٰ کے پہلو میں چھرا گھونپ دیا اور زخم سے خون اور پانی بہہ نکلا ڈاکٹر مذکور نے کہا ہے کہ خون بیہوشی کی حالت میں تو نکل سکتا ہے موت کی حالت میں نہیں"۔ (اخوت ستمبر ۱۹۶۵ء)

ان حقیقت افروز بیانات پر جن سے قرآن مجید کے نظریہ کی تصدیق ہوتی ہے پادری نجم الدین مدیر اخوت ناراض ہو کر لکھتے ہیں:-

(۱) "ایسا شخص قادیانی مسیح کا مرید تو یقیناً کہلا سکتا ہے مسیح ناصری کا ہرگز نہیں اسلئے کہ صلیب کو مسیحیت میں بنیادی حیثیت حاصل ہے"

(۲) "فی الحقیقت مسیح پر غشی طاری ہو گئی" کے الفاظ تو ہو نہ ہو مرزا قادیانی کے کسی مرید نے ڈاکٹر مذکور کی زبان سے کہلوائے ہیں"

(۳) "اس قسم کے ایمان والے شخص کو جو سراسر بے ایمانی کی حد تک پہنچا ہوا ہے پادری کہنا اس مقدس منصب کی توہین کرنا ہے"

(۴) "صلیب مسیحیت کا مرکزی عقیدہ ہے اور ہم بے مسیح مصلوب مسیحیت کو ہرگز ہرگز مسیحیت نہیں سمجھتے"۔ (اخوت ستمبر ۱۹۶۵ء)

ہم اس جگہ صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید نے حضرت مسیحؑ کی مصلوبیت کو تسلیم نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہود کے اس دعویٰ کو سراسر باطل اور بے دلیل قرار دیا ہے اور حضرت مسیحؑ کے صلیب سے زندہ بچائے جانے اور نجات پانے کا اعلان فرمایا ہے اب یورپ کے محققین [illegible]

کلماتِ طیّبات سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

"خدا کو سب سے زیادہ اپنی توحید پیاری ہے"

"کسی انسان کو فوق العادت خصوصیت سے مخصوص مت کرو"

حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:-

"خدا کو سب سے زیادہ اپنی توحید پیاری ہے۔ توحید کے لئے تو یہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام کا خدائے عزّ وجل نے زمین پر قائم کیا۔ پس اگر خدا کا یہ منشاء تھا کہ بعض صفاتِ ربوبیت سے بعض انسانوں کو مخصوص کیا جائے تو پھر کیوں اس نے کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تعلیم دی جس کے لئے عرب کے میدانوں میں ہزار ہا مخلوق پرستوں کے خون بہائے گئے۔ پس اے دوستو! اگر تم چاہتے ہو کہ ایمان کو شیطان کے ہاتھ سے بچا کر آخری سفر کرو تو کسی انسان کو **فوق العادت خصوصیت سے مخصوص مت کرو** کہ یہی وہ گندہ چشمہ ہے جس سے شرک کی نجاستیں جوش مار کر نکلتی ہیں اور انسانوں کو ہلاک کرتی ہیں۔ پس تم اس سے اپنے آپ کو اور اپنی ذریت کو بچاؤ کہ تمہاری نجات اسی میں ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۱۱ حاشیہ)

تلوار کے جہاد کے متعلق جماعت احمدیہ کا موقف

اسلام جن عقائد اور جن بنیادی اعمال کے مجموعہ کا نام ہے۔ ان سر فہرست ارکان میں جہاد بھی شامل ہے جہاد کے بغیر کوئی اسلامی زندگی نہیں۔ مومن کی زندگی کا ہر لمحہ جہاد میں گذرنا ضروری ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ کہ مجاہد وہ ہے جو ہر وقت اطاعت الٰہی کی خاطر اپنے نفس سے جہاد میں لگا رہتا ہے (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان)

قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں جہاد پر بہت زور دیا گیا ہے۔ جہاد کی انواع و اقسام بیان کی گئی ہیں اور مومنوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ ہر وقت کسی نہ کسی جہاد میں مصروف رہیں۔ جہاد کے بغیر زندگی بے مصرف ہے۔ جہاد ایک عبادت ہے اور اسے دیگر عبادتوں کی طرح اپنی شرائط اور اوقات کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے۔

نفس کی اصلاح بھی جہاد ہے، قرآنی حقائق و معارف کی اشاعت بھی جہاد ہے، زبان اور قلم سے اسلام کی تبلیغ کرنا بھی جہاد ہے۔ راہِ خدا میں مال خرچ کرنا بھی جہاد ہے۔ دشمن کے مقابلہ میں برمحل جنگ کرنا بھی جہاد ہے۔ غرض جہاد کی بہت سی اقسام ہیں۔ مشہور اہلحدیث عالم جناب مولوی ابوبکر صاحب غزنوی بیان فرماتے ہیں کہ:-

"یہ سمجھنا فاش غلطی ہے کہ جہاد کا مفہوم محض قتال یا لڑائی ہے۔ قرآن نے یہ لفظ بڑے وسیع مفہوم میں استعمال کیا ہے جہاد کا لغوی معنی کوشش کرنا ہے اور شرعی اعتبار سے ہر وہ کوشش جو ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات کی بجائے حق و صداقت کی راہ میں کی جائے جہاد سے تعبیر کی جاتی ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم یقیناً انہیں اپنی راہیں سجھا دیتے ہیں) شریعت کی بولی میں ہر وہ مصیبت اور تکلیف جو حق و صداقت کے لئے برداشت کی جائے جہاد ہے۔ سورہ فرقان میں ہے فَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا کَبِیْرًا۔ یعنی کافروں کے خلاف سخت جہاد کرو۔

مفسرین کا اتفاق ہے کہ سورہ فرقان مکی ہے، اور قتال کا حکم ہجرت مدینہ کے بعد ہوا پھر یہ کونسا جہاد ہے جس کا مکی زندگی میں حکم دیا جا رہا ہے؟ یہ جہاد یقیناً اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے تمام مشقتیں اور کلفتیں جھیل لینے کا جہاد تھا۔ پس وہ مصیبتیں اور کلفتیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان کے ساتھیوں نے اللہ کی

خاطر برداشت کیں خدا انہیں جہادِ کبیر سے تعبیر کرتا ہے۔" (ہفت روزہ توحید لاہور ۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء)

فاضل خطیب غزنوی آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"قرآن و سنت کی روشنی میں جہاد کے مفہوم کی وسعتیں ملاحظہ کیجئے۔ فرمایا جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ۔ اپنے مال سے جہاد کرو اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ دوسری جگہ فرمایا۔ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ لیکن رسول اکرمؐ نے اور جو اُن کے ساتھ ایمان لائے، اپنے مالوں سے جہاد کیا اور اپنی جانوں سے جہاد کیا۔ پھر ابوداؤد، نسائی اور دارمی کی اس حدیث کی روشنی میں بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ مشرکوں کے خلاف جہاد کرو اپنے مال سے، اپنی جانوں سے اور اپنی زبانوں سے۔

پس ہر وہ شخص جو باطل کے خلاف اور حق کی حمایت میں مال صرف کرتا ہے مجاہد ہے اور ہر وہ شخص جس کی زبان اور قلم باطل کے خلاف نبرد آزما ہے مجاہد ہے۔" (توحید ۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء)

اسلام نے تلوار کے جہاد کو بھی بہت بڑی عبادت قرار دیا ہے بشرطیکہ مظلوم ہونے کی صورت میں مسلمان دفاعی جنگ لڑیں۔ جنگ کا آغاز کفار نے کیا ہو۔ فرمایا وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ کہ جنگ کی ابتداء کافروں نے کی ہے۔ نیز فرمایا اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ۔ کہ مومنوں کے مظلوم ہونے کے بعد انہیں ان کافروں سے جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے جو اُن سے خواہ مخواہ لڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نصرت کرنے پر قادر ہے"۔ پس آیاتِ قرآنیہ سے تلوار کے جہاد کے لئے چند شرائط ثابت ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ جہاد اُسی وقت عبادت قرار پائیگا جب وہ شرائط متحقق ہو چکے ہوں۔

قیام پاکستان سے پیشتر متحدہ ہندوستان پر انگریزی حکومت کا تسلّط تھا۔ ملکہ وکٹوریہ نے تمام مذاہب کے لئے آزادی کا اعلان کر کے ملک میں امن امان کی ذمہ داری لے لی تھی۔ انگریز کافر تھے، دجال تھے، مگر اُن کی اس خوبی کا ہر شخص کو اعتراف تھا کہ یہ مذہب کی وجہ سے کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ اسی لئے شیعہ، سُنی، اور اہلحدیث کے جید علماء نے فتوے دیئے کہ انگریزوں سے لڑائی کرنا اسلامی جہاد نہیں ہے۔ یہ فتوے ہر فرقے کے لوگوں کی طرف سے دیئے گئے اور شائع شدہ ہیں۔ کچھ ضرورت نہیں کہ ہم ان سب کو اس جگہ نقل کریں بطور نمونہ صرف ایک فتویٰ درج ذیل ہے:۔

جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سر گروہ اہلحدیث لکھتے ہیں:۔

(الف) "اہل اسلام ہندوستان کیلئے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت و بغاوت حرام ہے۔" (اشاعۃ السنہ جلد ۶ ص ۲۸۷)

(ب) "بھائیو! اب سیف کا وقت نہیں
رہا اب تو بجائے سیف قلم ہی
سے کام لینا ضروری ہو گیا ہے۔"
(اشاعۃ السنہ جلد ۶ ۱۲ ص ۲۶۵)

تفصیلی فتاویٰ فرقہ ہائے کے لئے ہماری کتاب تفہیماتِ ربانیہ فصل ۱۱ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے مثیل ہیں۔ آپ کی بعثت بھی جمالی تھی یعنی ہر دو کو اپنی اپنی زندگی میں تلواروں کی جنگ سے واسطہ پڑنے والا نہ تھا صحیح البخاری کی مشہور حدیث یَضَعُ الْحَرْبَ میں اسکی پیشگوئی بھی موجود ہے اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زمانہ کے بارے میں اسلامی تعلیم کے مطابق اعلان فرمایا کہ مذہبی آزادی دینے والی اور امن قائم کرنے والی انگریزی حکومت سے **اس وقت لڑائی** کا نام جہاد نہیں۔ آپ نے تبلیغی اغراض اور اشاعتِ اسلام کی خاطر اس اسلامی تعلیم کو بکرات بیان فرمایا اور اسلامی جہاد کی پوری حقیقت اپنی کتب میں تفصیل سے ذکر کر دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ۱۹۰۸ء میں ہو گیا۔ ملک اور حکومت کے حالات بدلتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۴۷ء میں انگریز چلے گئے اور ہندوستان کے دو مستقل حصے ہو گئے۔ بھارت اور پاکستان۔

بھارت کی ہندو سلطنت کا رویہ روزِ اول سے مسلمانوں کے خلاف ہے اور وہ چاہتی ہے کہ پاکستان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے یا اسے بھارت کا باجگزار بنا لیا جائے۔ نوبت بایں جا رسید کہ بھارت نے پاکستان پر **جارحانہ حملہ** کر دیا اور بزورِ بازو سے پاکستانی مسلمانوں کو نیست و نابود کرنا چاہا۔ اب وقت آگیا کہ پاکستانی افواج اپنا دفاع کریں اور تلوار کے جہاد کے ذریعہ اپنی اور مسلمانوں کی بقاء اور ملک کے استحکام کا اہتمام کریں۔

ایسے موقعہ کے لئے احمدیت کا موقف کیا ہے؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے وقت میں دفاعی جنگ از روئے قرآن مجید جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں اس جہاد کی تلقین فرمائی ہے۔ احکام قرآن پاک کے متعلق جماعت احمدیہ کا عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔ فرمایا:۔

(الف) "تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے
کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو
کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ
قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت
پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور
ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے
ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا نوعِ انسان
کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں
مگر قرآن۔ اور تمام آدمزادوں کیلئے اب
کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم" (کشتی نوح ص ۱۹)

(ب) "تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن

کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۶)

قرآن مجید کا ہر حکم محکم ہے۔ اس کے نسخ کا سوال ہی نہیں۔ ہمارے نزدیک قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے اور نہ کبھی ہوگی اسلئے قرآن مجید کا جہاد بالسیف کا حکم بھی اپنی شرائط کے پائے جانے پر فرض اور واجب ہے۔ رمضان کے روزے اپنی شرائط کے ساتھ فرض ہیں۔ اسی طرح جہاد اپنی شرائط کے ساتھ فرض ہے۔ جب شرائط نہ پائی جائیں وہ حکم فرض نہیں ہوتا۔ لیکن جب شرائط کا تحقق ہو جائے تو فرض ہو جاتا ہے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز ناجائز ہے۔ بیمار پر رمضان کے روزے فرض نہیں۔ عید کے دن روزہ ممنوع ہے۔ معذور پر حج فرض نہیں۔ جو صاحب نصاب نہیں اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ اسی طرح جب جہاد کی شرطیں موجود نہ ہوں جہاد فرض نہیں ہوتا ایسے وقت میں جہاد جہاد پکارنا اسلام کے خلاف ہوگا۔ لیکن جب شرطیں پوری ہو جائیں تو جہاد فرض ہوگا اور اس کا انکار کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ہوگی۔

جماعت احمدیہ کا جہاد بالسیف کے متعلق یہی موقف ہے جو اسلامی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے:۔

"وأمرنا ان نعد للكافرين كما يعدون لنا ولا نرفع الحسام قبل ان نقتل بالحسام"

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم کفار کے مقابلہ کے لئے اسی طرح تیاری کریں جس طرح وہ تیاری کرتے ہیں اور جب تک ہمیں تلوار سے قتل نہ کیا جائے ہم ابتداءً تلوار نہ اُٹھائیں۔"

(حقیقۃ المہدی صفحہ ۱۹)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جناب میر ناصر نواب صاحبؓ کے نام اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت سے رنگ پکڑ گیا ہے اور اس زمانہ کا جہاد یہی ہے کہ اعلائے کلمۂ اسلام میں کوشش کریں۔ مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں۔ دین اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلائیں۔ یہی جہاد ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کر دے۔" (مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنام حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ مندرجہ رسالہ درود شریف تصنیف حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فاضلؓ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ساٹھ ستر برس پہلے کے پُرامن حالات کا ذکر کرتے ہوئے

تلوار کے جہاد کے "التوا" کے فتویٰ کی وجہ بایں الفاظ تحریر فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں :-

"ان وجوہ الجهاد معدومة
فی ھذا الزمن وھذہ البلاد
فالیوم حرام علی المسلمین
ان یحاربوا للدین وان یقتلوا
من کفر بالشرع المتین فان اللہ
صرح حرمة الجهاد عند زمان
الامن والعافیة۔"

ترجمہ:- تلوار کے جہاد کے اسباب و شرائط اس زمانے میں اور اس علاقہ میں متحقق نہیں ہیں اسلئے آج مسلمانوں کے لئے ناروا ہے کہ خواہ مخواہ دین کے نام پر لڑیں اور شرع متین کے انکار کرنے والوں کو قتل کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں تصریح فرمادی ہے کہ **امن و عافیت کے زمانہ میں تلوار کا جہاد ناجائز ہے۔**" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۴۲)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ان تین اقتباسات سے آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت ہو گیا کہ اسلام میں تلوار کی جنگ یقیناً جہاد ہے اور اسلام کی رُو سے ہم مامور ہیں کہ جب دشمن ہم پر تلوار سے حملہ کرے تو ہم بھی جواب میں تلوار اٹھائیں اور یہ لڑائی اس صورت میں اسلامی جہاد ہو گی۔ پھر ان حوالہ جات سے یہ بھی ثابت ہے کہ پُرامن تبلیغی جہاد اُس وقت تک جاری رہے گا "جب تک کہ خدا تعالیٰ **کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کر دے۔**"

پس جماعت احمدیہ کا موقف واضح ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آئندہ زمانوں میں جنگوں کے وقوع پذیر ہونے کی خبر بھی دی ہے۔ مسیح موعود کے دور کے بعد کے زمانہ کے متعلق تحریر فرمایا کہ :-

"ویکثر المحاربات علی الارض
فتختتم حرب وتبدو اخری وتسمعون
من کل طرف اخبار الموتی وذلك
کله لخاصیة وجود المسیح فان
اللہ نزله کالمجیح وھذا من اکبر
علاماته وخواص ذاته۔"

ترجمہ:- اس وقت زمین میں جنگیں بکثرت ہوں گی ایک لڑائی ختم ہونے لگے گی تو دوسری شروع ہو جائے گی۔ تم ہر طرف سے مُردوں کی خبریں سنو گے۔ یہ سب کچھ مسیح موعود کے وجود کی خاصیت کی وجہ سے ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے دشمنانِ حق کے لئے **بطور ہلاک کنندہ** بھی نازل فرمایا ہے۔ یہ اس کی بڑی علامت اور اس کی ذات کے خواص میں سے ہے۔"
(ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ج)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مسیح موعودؑ کی زندگی میں پُرامن حکومت کے باعث اس سے تلوار کے جہاد کی شرعاً اجازت نہ تھی چنانچہ انگریزی حکومت کے بارے

میں سب علماء و فقہاء اور بزرگانِ دین کا یہی موقف تھا۔ مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد جنگوں کا سلسلہ جاری ہوگا اور پے در پے جنگیں ہوا کریں گی ۔ ان جنگوں میں اگر دشمن مسلمانوں پر حملہ آور ہوں، ان کی ہستی کو مٹانا چاہیں، ان کے مذہب اور ناموس کو تباہ کرنا چاہیں تو ایسے دشمنوں سے جنگ کرنا اسلام کے مطابق جہاد ہے۔ جماعت احمدیہ کا موقف یہی ہے اور جب بھی ایسا موقعہ آئے جیسا کہ اس **وقت پاکستان کو درپیش** ہے جماعت احمدیہ اسے جہاد سمجھتی رہے گی اور اس میں نظام کے مطابق جان و مال سے پورا پورا حصہ لیتی رہے گی۔

اب میں ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے بعض **ارشادات** درج کرتا ہوں جن سے جماعت احمدیہ کے موقف کی پوری پوری وضاحت ہو جاتی ہے۔ آپ جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

(الف) "ایک زمانہ ایسا تھا کہ غیر قوم ہم پر حاکم تھی اور وہ غیر قوم امن پسند تھی۔ مذہبی معاملات میں وہ کسی قسم کا دخل نہیں دیتی تھی۔ اس کے متعلق شریعت کا حکم یہی تھا کہ اس کے ساتھ جہاد جائز نہیں" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۰ء صفحہ ۹)

(ب) "**پہلا زمانہ گیا** اور وہ زمانہ آگیا جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث صادق آتی ہے کہ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ وَعِرْضِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔ جو شخص اپنے مال اور اپنی عزت کے بچاؤ کے لئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہوتا ہے بلکہ صرف مال اور عزت کا ہی سوال نہیں۔ حالات اس قسم کے ہیں کہ اگر کوئی خرابی پیدا ہوئی اور لڑائی پر نوبت پہنچ گئی تو وہ تباہی جو مشرقی پنجاب میں آئی تھی شاید اب وہ ایران کی سرحد تک بلکہ اس سے بھی آگے نکل جائے"۔

(ج) "اب حالات بالکل مختلف ہیں۔ اب اگر پاکستان سے کسی ملک کی لڑائی ہوگئی تو حکومت کے ساتھ ہمیں لڑنا پڑے گا اور حکومت کی تائید میں ہمیں جنگ کرنی پڑے گی" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۰ء صفحہ ۱۲)

(د) "جیسے **نماز** پڑھنا فرض ہے اسی طرح دین کی خاطر ضرورت پیش آنے پر لڑائی کرنا بھی **فرض** ہے۔ یہ کہنا کہ یہ دین کی خاطر جہاد نہیں بالکل لغویات ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اگر پاکستان خطرہ میں پڑا تو لڑنے کیلئے فرشتے آئیں گے؟ جب تک تم فوجی فنون نہیں سیکھو گے اس وقت تک

تم ملک کی حفاظت کس طرح کر سکو گے۔"
(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۰ء صفحہ ۱۳)

(خ) "اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ جن امور کو اسلام نے **ایمان کا** اہم ترین حصّہ قرار دیا ہے ان میں سے ایک **جہاد** بھی ہے۔ بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ جو شخص جہاد کے موقعہ پر پیٹھ دکھاتا ہے وہ جہنمی ہو جاتا ہے۔"
(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۰ء صفحہ ۱۴)

(س) جب کبھی **جہاد** کا موقعہ آئے یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق کہ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ وَعِرْضِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ ہمیں اپنے ملک، اپنے اموال اور اپنی عزّتوں کی حفاظت کے لئے قربانی کرنی پڑے تو ہم اس میدان میں بھی سب سے بہتر نمونہ دکھانے والے ہوں۔" (" " صفحہ ۱۵)

یہ چھ اقتباسات ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ۱۹۵۰ء کی اس مطبوعہ تقریر سے لئے گئے ہیں جو آپ نے نمائندگان جماعت کے سامنے فرمائی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ مندرجہ بالا سب حوالہ جات پڑھنے کے بعد ہر انصاف پسند انسان تلوار کے جہاد کے بارے میں جماعت احمدیہ کے موقف کو اچھی طرح سمجھ جائے گا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ واقعی یہی صحیح اسلامی موقف ہے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین ۔

درس الحدیث

مجاہد فی سبیل اللہ کون ہے؟

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُہٗ فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ایک آدمی مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے، ایک اپنی شہرت کے لئے جنگ کرتا ہے، ایک اسلئے لڑتا ہے کہ جرأت اور بہادری میں اس کا درجہ سب کو نظر آجائے۔ ان میں سے کون فی سبیل اللہ مجاہد ہے؟ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسلئے جنگ کرتا ہے تا خدا کا کلمہ بلند ہو در حقیقت وہی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔"

تشریح - اسلام میں اعمال کا مدار **نیّت** پر ہے۔ جہاد بھی خالص نیّت اور محض راہِ خدا میں ہو تب ہی بارگاہِ ایزدی میں مقبول ہوتا ہے۔

قارون کون تھا؟

قرآن مجید کی تائید میں مصر کے آثارِ قدیمہ کی شہادت

(محترم جناب شیخ عبد القادر صاحب لاہور کے قلم سے)

قرآن حکیم میں ہے :-

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا
وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۔ اِلٰی فِرْعَوْنَ
وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا
سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ (المؤمن ۲۴/۲۵)

ہم نے موسیٰ کو اپنے نشانات کے ساتھ اور کھلے کھلے غلبہ کے ساتھ فرعون، ہامان اور قارون کی طرف بھیجا تھا۔ مگر انہوں نے کہا کہ یہ شخص ساحرِ کذاب ہے۔

قرآن حکیم دنیا میں منفرد کتاب ہے۔ جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ فرعون کے علاوہ ہامان اور قارون کی طرف بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ مصر کے آثار سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ ہامان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مصر کا پاپائے اعظم تھا۔ مصری زبان میں "ھَم" بڑے کاہن کو کہتے تھے۔ آمون یا آمان آن کا خداوند اعلیٰ تھا۔ کلیسیائے آمون کے کاہن اعظم کو وہ ھم آمان یعنی ہامان کہتے تھے۔

ہامان کا ایک ایسا مجسمہ بھی برآمد ہو چکا ہے جس پر لکھا ہے کہ میں پیغمبرِ آمون ہوں۔ فرعون کا معمارِ اعظم اور جنودِ مصر کا سردار۔

یہ مجسمہ میونخ (جرمنی) کے عجائب خانہ میں رکھا گیا۔[1]

ہامان جیسی مقتدر شخصیت کی موجودگی قرآنی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

قارون کون تھا؟ یہ امر تحقیق طلب ہے۔ سورۃ القصص میں قارون کے تفصیلی حالات بیان ہوئے ہیں۔ فرمایا :-

"قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا۔
مگر وہ انہی کے خلاف ظلم پر آمادہ ہو گیا۔
اور ہم نے اس کو اتنے دفائن ارضی عطا
کئے تھے کہ جن کے مخزن (یا جن کی کنجیاں)
ایک مضبوط جماعت کے لئے بھی اٹھانا

---

1. Brugsch's, Egypt under the Pharaos Vol. II P. 112-113

مشکل تھا جب اس کی قوم نے اُسے
کہا کہ فخر مت۔ اللہ تعالیٰ فخر کرنیوالوں
کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو کچھ تجھے اللہ تعالیٰ
نے دیا ہے اس سے اُخروی زندگی
کے گھر کی تلاش کر اور دُنیوی زندگی
سے تجھے جو حصہ ملا ہے اُسے بھی بھُول
نہیں۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ
پر احسان کیا ہے تُو بھی لوگوں پر احسان
کر اور مُلک میں فساد پھیلانے کی کوشش
نہ کر۔ اللہ تعالیٰ یقیناً مفسدوں کو پسند
نہیں کرتا۔

قارون نے کہا کہ یہ سب کچھ مجھے
ایک ایسے علم کی وجہ سے دیا گیا ہے کہ
جو صرف مجھے حاصل ہے۔"

قارون کے قرآنی حالات کا یہ ابتدائی حصہ ہے۔
مجموعی جائزہ سے مندرجہ ذیل امور مترشح ہوتے ہیں:-

۱ - قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ایک بہت بڑا سرمایہ دار تھا۔ فرعون کی خوشنودی کے لئے اپنی ہی قوم پر ظلم توڑتا۔ اور آمادۂ فساد رہتا۔

۲ - اللہ تعالیٰ نے اسے دفائنِ ارضی عطا کئے تھے۔ اور ایک خاص علم سے نوازا تھا جس کے نتیجہ میں دفائن اس پر منکشف ہوتے۔

۳ - وہ فرعون کے لئے جو خزائن نکالتا اس میں سے اُسے بھی حصہ ملتا۔ اس کے نکالے ہوئے خزانے اتنے تھے کہ ایک مضبوط جماعت اُٹھاتے وقت ان کے بوجھ سے تھک جاتی۔

۴ - اپنی تمام دولت اور سامانِ زینت کا وہ مظاہرہ کیا کرتا اور اس پر اتراتا۔ حیاتِ اُخروی کو اس نے یکسر نظر انداز کر دیا تھا۔

۵ - بالآخر قارون کو ایک ایسے عذاب نے آپکڑا کہ جس میں کوئی جماعت اس کی مدد نہ کر سکی۔ زلزلہ کے باعث زمین کھُل گئی جس میں قارون اور اس کا گھر سما گیا۔ اس کی ہلاکت دیدۂ عبرت کیلئے ایک نشان بن گئی۔

۶ - قارون، فرعون وہامان کی غرقابی سے پہلے مصر میں ہلاک ہوا۔

قارون کے قرآنی حالات سے عام طور پر جو نتائج نکالے جاتے ہیں ان پر مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں:-

۱ - فرعون کے دورِ استبداد میں ایک غیر مصری کے لئے جو کہ ایک معتوب قوم کا فرد تھا دولت کے انبار لگا لینا اور پھر اس کا اعلان و مظاہرہ کرنا قرینِ قیاس نہیں ہے۔

۲ - خزائن کی یہ بہتات کہ ایک مضبوط جماعت چابیاں اٹھاتے تھک جائے موجبِ حیرت ہے۔

۳ - وہ کونسا خاص علم ہے جس کو بروئے کار لاکر قارون نے انبار در انبار دولت جمع کر لی۔

مفسرین اس مرحلہ پر یہ کہتے ہیں:-

۱ - قارون کے ہاتھوں بنی اسرائیل کو مزدوری ملتی۔

فرعون کے دربار سے انعام واکرام اور جلبِ زر کی وجہ سے وہ عظیم الشان دولت و سطوت کا مالک بن گیا۔

۲ - بعض اس طرف گئے ہیں کہ وہ بہت بڑا کیمیا گر تھا۔ معمولی دھاتوں سے سونا تیار کرنے کے علم میں وہ منفرد تھا (ابن کثیر نے علم الکیمیا کی اس صورت سے انکار کیا ہے۔)

یہودی روایات میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا مدفون خزانہ قارون کے ہاتھ لگ گیا۔ تین سو گدھوں پر اس خزانہ کی کنجیاں لادی جاتیں۔ (جیوش انسائیکلوپیڈیا زیر لفظ *Korah*)

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"قارون جو اسرائیل قوم کا ہی ایک فرد تھا۔ فرعون کا افسرِ خزانہ تھا اور بہت مالدار شخص تھا۔ لیکن دولت کے نشہ میں اس نے اپنی قوم پر ہی سختی شروع کر دی۔ اور یہ خیال کر لیا کہ میں اپنی قوم پر جتنا بھی ظلم کروں گا فرعون مجھ پر اتنا ہی خوش ہوگا اور اتنا ہی میرا اعزاز بڑھائیگا ..... قرآن کریم کا اٰتَیْنٰہُ مِنَ الْکُنُوْزِ کہنا بھی بتاتا ہے کہ یہ اس کے ذاتی خزانے نہیں تھے بلکہ سرکاری خزانے تھے جو اس کی تحویل میں رہتے تھے ..... یہ شخص فرعون کا افسر خزانہ ہونے کی وجہ سے خود بھی مالدار ہو کر متکبر ہو گیا تھا۔"

(القصص نوٹ ۳۹)

اس تفسیر سے بہت سی پیچیدگیاں دور ہو جاتی ہیں لیکن یہ سوال باقی رہتا ہے کہ مصر کے آثارِ قدیمہ نے فرعونی دربار سے وابستہ عظیم شخصیتوں کو بے نقاب کر دیا ہے۔ فرعون کے افسر خزانہ کا نام اگر قارون تھا تو کتباتِ مصر کی شہادت ضروری ہے۔ اس باب میں مَیں نے کچھ تحقیق کی ہے جس کے نتائج پیش خدمت ہیں۔

جس طرح ہامان کی شخصیت کو مصر کے آثارِ قدیمہ نے بے نقاب کر دیا۔ قارون کا نام ابھی تک مجھے کتباتِ مصر میں نہیں ملا۔ تاہم مصر کے آثار کا میں نے جہاں تک مطالعہ کیا ہے اُن کی رُو سے قارون کی شخصیت اب کوئی معمہ نہیں ہے۔ قارون ایک بہت بڑا ماہر منرالوجسٹ (*Mineralogist*) یعنی معدنیات کے علم کا ماہر تھا جس کی وجہ سے فرعونی خزائن کا وہ افسرِ اعلیٰ بن گیا۔ سونا اور دوسری دھاتیں نکالنے کے علم میں اسے ید طولیٰ حاصل تھا۔ مصر کی جنوبی سرحد پر **قارو کی سرزمین معادن الذھب** کے لئے مشہور تھی۔ فراعنۂ مصر اس علاقہ کی کانوں سے سونا نکالتے۔ کتباتِ مصر میں قارو کے سونا کا ذکر ہم بتکرار پاتے ہیں۔

"ارو" کے معنی مصری زبان میں قُود کے ہیں۔ اس کے معنی پتھر یا سنگی ستونوں کے بھی ہیں۔

ظاہر ہے کہ قارون (قارو- اون) کسی مقتدر سردار کا لقب تھا جو کہ سونا نکالنے پر قادر تھا۔

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لقب اس شخص کو دیا گیا جو ارضِ قارُو اور نیل کے مشرق میں دوسرے علاقوں کی معادن الذہب کا اجارہ دار تھا۔ وہ مصری غلاموں سے کھُدائی کا کام لیتا۔ اس فن میں منفرد ہونے کی وجہ سے وہ فرعون کا مصاحب خاص اور اس کا افسرِ خزائن بن گیا۔

مصریوں کے قدیم اسماء میں قارُو نام ہمیں ملتا ہے۔ رعمسس نہم کے ایک مصاحب کا نام قارو تھا۔[۱]

"اون"[۲] بھی مصری اسماء کے جزو کے طور پر

1. Ancient Records of Egypt VOL. IV NO, 550

۲۔ برگش کی تاریخ مصر صفحہ ۹۵ و بائیبل ڈکشنری از جان ڈی ڈیوس زیر لفظ On۔

مصر کے ایک قدیم شہر کا نام بھی آن یا اون تھا۔ جو کہ قاہرہ کے قرب و جوار میں واقعہ تھا۔ یہ شہر آفتاب پرستی کا مرکز تھا۔ اس لئے "اون" یعنی سراپا نُور کہلایا۔ فرعون کا ایک لقب "حق اون" بھی ہوتا تھا۔ یعنی اون کا حکمران۔ غالباً اسی نسبت سے "فیرو" کو "فیرو اون" یعنی فرعون کہا گیا۔ ہیروڈوٹس نے رعمسس ثانی کے بیٹے کو "فیرو" کی بجائے فرعون کہا ہے قرآن حکیم میں بھی یہی لقب آیا ہے

مستعمل ہے۔ قارون نام خالص مصری ہے۔

قارون باوجودیکہ قوم موسیٰ میں سے تھا۔ لیکن کان کنی کے فن میں یکتا تھا۔ اس لئے اُسے قارُو اور دوسرے علاقوں کی معادن الذہب کا اجارہ دار بنایا گیا۔ غلام قبائل اور بنی اسرائیل سے وہ کان کنی کا کام لیتا۔ تیسری صدی قبل مسیح میں ایک مصری مؤرخ مانیتھو لکھتا ہے کہ "مصر میں ۸۰ ہزار بنی اسرائیل کو نیل کے مشرق میں کانوں کے علاقہ میں بھیج دیا گیا۔ جہاں ان سے کان کنی کا کام سختی اور تشدد سے لیا گیا۔" اس کام کے نتیجہ میں قارون فرعون کے خزائن میں جتنا اضافہ کرتا۔ اس میں سے اسے بھی حصہ ملتا۔ اس طرح بے بہا دولت اس نے اکٹھی کر لی۔

کتباتِ مصر سے مندرجہ ذیل امور اس تحقیق کی تائید میں ملے ہیں:-

۱ - ارضِ قارُو سوڈان میں مصر کی جنوبی حد تھی۔ اور معادن الذہب کے لئے ایک مشہور مقام۔

۲ - یہاں سے نکالا ہوا سونا مصر کے محلات شاہی منادر اور دوسری شاندار عمارتوں میں صرف ہوتا۔

۳ - رعمسس ثانی کے والد سیتی اوّل کے زمانہ کا ایک نقشہ ملا ہے جو کہ کسی ماہرِ فن نے تیار کیا ہے۔ اس میں یہ ظاہر کیا گیا کہ چٹانوں کی تہوں میں کہاں کہاں سونا ملے گا۔ یہ نقشہ فلنڈرز پیٹری نے اپنی کتاب تاریخ مصر میں شائع کیا ہے۔

یہ نقشہ قارون کی مہارتِ فن کا شاہد ہے۔

۴ - رعمسس ثانی نے نوبیا (سوڈان) کے دشوارگزار علاقہ میں کنوئیں کھدوائے اور براہِ راست اس علاقہ پر کنٹرول کر لیا۔ یہاں فرعون کا وائسرائے حکومت کرتا۔ نوبیا کے جنوب میں ارضِ قارو ہے۔ نوبیا کی معادن الذہب میں مصری غلام کان کنی میں مشغول رہتے۔ اس نئے انتظام کے باعث رعمسس کے خزانہ پر دھن برسنے لگا۔ اتنا سونا آیا کہ پہلے کبھی نہ آیا تھا۔

۵ - رعمسس کے کتبوں میں غیر ملکی لوگوں کے افسران کا ذکر ہے۔ یہ افسر غیر مصری لوگوں سے سول اور فوج کے مختلف کام لیتے۔ ان غیر مصریوں میں بنی اسرائیل بھی شامل تھے۔ برگش لکھتا ہے کہ کتباتِ مصر میں جن غیر ملکی قبائل کا ذکر ہے، بنی اسرائیل "غیر ملکیوں" کے عمومی خطاب میں شامل تھے۔[1] انہی افسروں میں قارون بھی تھا۔

بعض حوالے درج ذیل ہیں :-

رعمسس ثانی کے ایک کتبہ میں لکھا ہے کہ کوش کے وائسرائے نے رپورٹ پیش کی کہ علاقہ میں پانی نہیں ملتا۔ جتنے کاروان کھدائی کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ ان میں سے نصف راستہ میں پیاس کی وجہ سے مر جاتے ہیں۔ گدھے بھی دم توڑ دیتے ہیں۔ پانی کا کوئی انتظام کیا جائے ورنہ سونے کا ملنا محال ہے۔ رعمسس نے دربار کے ایک کاتب کو علاقہ کا نقشہ تیار کرنے کا حکم دیا۔ سڑک بنائی، بورنگ کے ماہرین بھیجے۔ کھدائی پر پانی نکل آیا۔ قبائل نے رقصِ مسرت کیا۔ اس کتبہ میں لکھا ہے کہ فرعونِ مصر رعمسس

> "بدقسمت ارضِ کوش (ایتھوپیا) کیلئے
> ایک طاقتور سانڈ ہے جو کہ حبشیوں
> کو پیچھے دھکیلتا ہے۔ اس کے سُم نے
> آنُو (اہلِ کوش) کو کچل کر رکھ دیا اور
> اس کے سینگ نے انہیں زخمی کر دیا۔ وہ
> ارضِ نوبیا (سوڈان) کا آقا بن گیا۔
> اور اس کی دہشت ارضِ قارو میں
> جا پہنچی۔ اس کا نام ان تمام ممالک
> میں اس کی فتوحات کے نتیجہ میں گونج
> اٹھا۔ اس کے نام پر پہاڑوں نے
> اپنا سونا اگل دیا۔"[1]

رعمسس سے پہلے فراعنہ بھی ارضِ قارو سے سونا حاصل کرتے۔

آمن ہوتپ سوم (۱۳۷۵ – ۱۴۱۱ ق م) کے ایک کتبہ میں لکھا ہے۔

> "جلالۃ الملک ارضِ قارو کا
> سونا اپنی فتح پر لایا جب کہ اس نے

---

1. Egypt under the Pharaohs by Brugsch P. 301

1. Egypt under the Pharaohs by Brugsch 1902 P. 201

ذلیل وخوار اہلِ کوش کو غارت کیا۔"[1]

اسی فرعون کے دوسرے کتبہ میں لکھا ہے کہ اُس کی سلطنت کی جنوبی حد قارُو تک ممتد ہے[2]

بریسٹڈ لکھتا ہے:۔

"ارضِ قارُو سے اس فرعون نے بیش بہا سونا حاصل کیا۔ جو کہ عمارات تعمیر میں استعمال ہوا۔ اور اس سونے سے ہورس دیوتا کے نام پر ایک تالاب بنایا گیا۔ اس نے ارضِ قارُو میں اپنی فتح کی یاد میں کتبات نصب کرد یئے"[3]

اِن حوالجات سے ظاہر ہے کہ ارضِ قارُو سونے کی کانوں کے لئے ایک مشہور مقام تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں رعمسس ثانی نے اس علاقہ کا دفاع مضبوط کیا۔ معادن الذہب سے ایک نئے انتظام کے تحت سونا نکلوایا۔ جس سے فرعونی خزانے معمور ہو گئے۔

اِن تاریخی حقائق سے یہ امر قرینِ قیاس ہے کہ قارون سونا نکالنے والے ماہرِ فن کا نام تھا۔ "ارضِ قارُو کا نور" یعنی قارون اُن کا خطاب تھا۔ وہ ارضِ قارُو اور نیل کے مشرق میں دوسرے علاقوں سے سونا نکالنے پر مامور تھا۔ وہ کان کنی کا ماہر، بنی اسرائیل اور دوسرے غلاموں سے کام لینے پر مختار، ایک ظالم سرمایہ دار، فرعون کا مصاحبِ خاص اور خزائن پیدا کرنیوالا افسر تھا۔

اِس پس منظر میں قرآنی بیانات بالکل واضح ہیں:۔

۱- وَ اٰتَيْنٰهُ الْكُنُوْزَ سے مراد وہ خزائن ارضی ہیں جو کہ چٹانوں کی تہوں میں دفن تھے۔ فرعون کے لئے قارون انہیں نکالتا۔

اَلْكَنْزُ کے معنے ہیں اَلْمَالُ الْمَدْفُوْنُ فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں دفن کیا ہوا مال۔

مَفَاتِح کے معنے چابیوں کے بھی ہیں خزانہ اور مخزن کے بھی۔

کنوز دفائنِ ارضی کا نام ہے اور مَفَاتِح جب وہ باہر نکل کر صاف ہو جائے اور سونا چاندی کی شکل اختیار کرلے۔ فرمایا:۔

اٰتینٰه من الکنوز

ما ان مفاتحه لتنوأ

بالعصبة اولی القوة

...... الخ

ہم نے اسے اتنے دفائنِ ارضی دیئے تھے کہ جن کے خزانے ایک مضبوط جماعت کے لئے بھی اٹھانا مشکل تھا ..... قارون نے کہا

1-2. Ancient Records of Egypt
by James H. Breasted
Vol II - 890, 662

3. A History of Egypt
P. 331

یہ سب کچھ مجھے ایک ایسے
علم کی وجہ سے دیا گیا۔ جو
صرف مجھے حاصل ہے۔"

۲۔ جن خزائن کا یہاں ذکر ہے انہیں قارون پہاڑوں کی تہوں سے فرعون کے لئے نکالا کرتا۔ "لا تنس نصیبک من الدنیا" سے ظاہر ہے کہ ان میں قارون کا بھی حصہ تھا۔ قرآنی بیان سے صاف اشارہ ملتا ہے کہ دفائن ارضی نکال کر انہیں مفاتح کی شکل میں ڈھالنے کا علم قارون کے پاس تھا۔ جن مفسرین نے اسے علم الکیمیا کا ماہر بتایا وہ بھی ایک حد تک سچے تھے ہاں وہ معمولی دھاتوں سے سونا تیار نہیں کرتا تھا بلکہ دفائن ارضی کو واشگاف کر کے فرعون کے خزانہ کو معمور کرنے والا تھا۔ کتبات مصر میں کچی دھاتوں کو دھو کر سونا برآمد کرنیوالوں اور سونا حاصل کرنے والے کارکنوں کا ذکر ہے۔ یہ فن کسی فنکار کا رہین منت ہے۔ قرآن حکیم کی رو سے وہ قارون ہے +

دو خطوط

۱۔ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا گرامی نامہ

" الفرقان کا "مسیح موعود نمبر" پڑھنے کے بعد دل سے آپ کے لئے بہت دعا نکلی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اہل پیغام پر حجت پوری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے ان میں سے سعید طبائع کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قرآن کریم کی آیات کے متعلق کاتب کی نگرانی اور پروف دیکھنے میں احتیاط کی ضرورت ابھی باقی ہے ص۷۹ کی آخری سطر میں اتینا کی بجائے ایتا چھپ گیا ہے۔

۶۵/۷/۲۰ ظفر اللہ خان"

۲۔ دلائل پڑھ کر جواب دینے سے گریز

محترم جناب سید عباس صاحب بخاری پشاور سے تحریر فرماتے ہیں:۔

" الفرقان بابت دسمبر ۱۹۶۳ء
مسٹر عنایت مسیح جنرل سکرٹری کرسچین
ایسوسی ایشن پشاور کو ان کی خواہش پر
میں نے دیا کیونکہ انہوں نے مجھے کہا تھا
میں جواب دوں گا لیکن صلیب پر
حضرت مسیحؑ کی وفات نہ پانے
کے دلائل پڑھ کر جواب دینے

(باقی کالم اول پر)

سے راہ گریز اختیار کر لی۔
اطلاعاً عرض ہے۔

راقم ۔ سید عباس"

الفرقان ۔ قارئین کرام اس خط کو پوری طرح سمجھنے کے لئے الفرقان اگست ۱۹۶۵ء صفحہ ۴۱ پر "ایک خوشکن خط" بھی ملاحظہ فرمالیں۔ (ایڈیٹر)

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

(جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔ اے)

ظاہر ہے آج دہر کے حالات میں فساد
جنّ و بشر میں ارض و سماوات میں فساد

اخلاق میں فساد ہے عادات میں فساد
جذبات میں فساد۔ خیالات میں فساد

گردش میں آفتاب ہے کانٹوں پہ برگِ گُل
تاروں میں بے کلی ہے تو ذرّات میں فساد

گرتے ہوئے خصائصِ انساں میں انتشار
اُٹھتے ہوئے بشر کے کمالات میں فساد

گر عشق کے ہے نالۂ پیہم میں برہمی
تو حُسن کے ہے رمز و کنایات میں فساد

ہر چیز میں ہے جھوٹ تو ہر بات میں فریب
ہر چیز میں فساد ہے ہر بات میں فساد

اے صبحِ نُور بزمِ بہاراں قریب آ
بھٹکی ہوئی ہے رُوحِ گلستاں قریب آ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو اہم رؤیا

مسلمانوں کی نمایاں فتح اور شاستری کی پیشگوئی کے غلط ہونے کی خبر

رؤیا کے دس دُور رس نتائج !

ساٹھ برس گزرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۸ اور ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو حسب ذیل دو رؤیا بیان فرمائے:-

(۱) "رؤیا میں دیکھا کہ ایک سفید کپڑا ہے اس پر کسی نے ایک انگشتری رکھ دی ہے اسکے بعد الہامات ذیل ہوئے:-

فتح نمایاں ۔ ہماری فتح ۔ صَدَّقَتِ الرُّؤْيَا ۔ اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَةً

خدا تعالیٰ ہمیشہ انبیاء کی امداد فرشتوں کے ذریعہ سے کرتا ہے جو لوگوں میں نیکی کی ترغیب پیدا کرتے ہیں اور حق کی طرف راہ دکھاتے ہیں ۔ اسی شب صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت کو اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَةً الہام ہوا ہے ۔ صبح اٹھ کر ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ بے شک یہ الہام ہوا ہے ۔" (الحکم ۳۰ راپریل ۱۹۰۵ء)

(۲) "رات دو بجنے میں سات منٹ باقی تھے کہ میں نے دیکھا کہ یکایک زمین ہلنی شروع ہوئی پھر ایک زور کا دھکا لگا ۔ میں نے رؤیا ہی میں گھر والوں کو کہا کہ اٹھو زلزلہ آیا ہے اور یہ بھی کہا کہ مبارک کو لے لو ۔ اسی حالت میں رؤیا میں یہ بھی خیال آیا کہ شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی ۔"

(الحکم ۳۰ راپریل ۱۹۰۵ء و تذکرہ صفحہ ۵۲۹)

غور کیا جائے تو یہ دونوں رؤیا بہت اہم اور دُور رس واقعات کی خبر پر مشتمل ہیں :-

۱- زلزلہ سے مراد بھونچال بھی ہوتا ہے اور جنگ بھی ۔ خود قرآن مجید میں جنگ احزاب کے سلسلہ میں فرمایا وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيدًا (احزاب ۱۱) پہلے رؤیا میں الہام اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَةً جنگ کے معنوں کے لئے قرینہ ہے ۔

۲- یہ جنگ اچانک ہوگی اور اس کا آغاز علی الصبح ہوگا اور ایک زور کا دھکا لگے گا۔
۳- انجام مبارک ہوگا اور آخر کار ہماری نمایاں فتح ہوگی۔
۴- صاف محسوس ہوگا کہ اس جنگ میں فرشتے امداد کر رہے ہیں۔
۵- اس جنگ کے نتیجہ میں لوگوں کو راہِ حق نظر آجائیگا اور ان میں نیکی کی ترغیب پیدا ہوگی۔
۶- یہ جنگ ایسے وقت میں اور ایسے حالات میں شروع ہوگی کہ اہلِ پاکستان اس کے لئے پوری طرح تیار نہ ہوں گے۔ انہیں جلد جلد تیار ہونا پڑے گا۔
۷- اس جنگ میں نمایاں فتح حاصل کرنے اور آسمانی نصرت جذب کرنے میں حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ) کی دعاؤں کا بہت دخل ہوگا۔
۸- اس جنگ میں دشمنوں کو آخر کار ہتھیار ڈالنے اور صلح کے لئے سفید جھنڈا بلند کرنے کی ضرورت پیش آئیگی۔
۹- شاستری جی کے مزاعم بالکل غلط اور برعکس ثابت ہوں گے۔
۱۰- اس جنگ کے ذریعہ خدا کے ایک مقدس بندہ کی ایک عظیم خواب پوری ہوگی اور اسکی صداقت پر آخری مُہر لگ جائے گی اور اس کی قبولیت بڑھ جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِن دو رؤیا سے یہ نتائج صاف طور پر نکل رہے ہیں۔ پیشگوئیوں میں اخفاء کا پہلو بھی ضرور ہوتا ہے اور بعض انباء غیبیہ کا تحقق بار بار اور مختلف پیرایوں میں بھی ہوتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہر خدا ترس جسے ذرا بھی روحانی علوم سے مَس ہوگا سمجھ جائے گا کہ فی الواقع اِن رؤیا میں نہایت اہم اور دُور رس خبریں دی گئی ہیں۔ جن کے کچھ حصے ظاہر ہو چکے ہیں اور کچھ ظاہر ہونے والے ہیں۔ اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِلْمُتَدَبِّرِیْن۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان اور مسلمانوں کو نمایاں فتح عطا فرمائے اور اسلام کی نصرت کے لئے فوج ملائک کو اُتارے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن ☆

شذرات

۱۔ موجودہ جنگ سے دو مفید اور اہم سبق

مدیر چٹان لاہور نے جنگ سے حاصل ہونے والے جن اسباق کا ذکر کیا ہے ان میں مندرجہ ذیل دو سبقوں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ لکھتے ہیں :-

(الف) "پاکستان اس ملک کے باشندوں کا حصارِ عافیت اور تمام پاکستانی اپنے مختلف دوائر فکر کے باوجود ایک ملت ہیں۔"

(ب) "بیاہ شادیوں کو سادہ اور محدود کیا جائے۔ انسانوں کا انبار فراہم کرنے اور جہیز جیسی ظالمانہ لعنت کو برقرار رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس اسراف کو ختم کرنے کے لئے سخت اقدامات کی ضرورت ہے۔ شادیوں کی مسرفانہ رسومات اور جہیز کی غیر شرعی روایات قومی جرم قرار دی جائیں۔ اگر والدین اپنے روپے کو بیٹی یا بیٹے پر صرف کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس کو قومی مقاصد میں لگا کر اس کے سارٹیفکیٹ یا وثیقے اولاد کو منتقل کر سکتے ہیں۔" (چٹان ۱۲؍اکتوبر ۱۹۶۵ء صہ ۱۲)

الفرقان :- یہ نہایت ضروری باتیں ہیں۔ اہلِ پاکستان کو آجکل بھی اور آئندہ بھی ہمیشہ انہیں اختیار کرنا چاہیئے۔ ملّی اتحاد کی حفاظت اور مسرفانہ رسوم سے اجتناب لازمی ہیں۔

۲۔ پاکستانی عوام کا عزم و جذبۂ حرّیت

برطانیہ کے جریدہ اکانومسٹ نے لکھا ہے کہ :-

"پاکستانی عوام اپنی جان ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں، وہ وطن کے دفاع کی جد وجہد میں پاؤں پر کھڑے رہ کر موت کا استقبال کر سکتے ہیں لیکن دشمن کے سامنے گھٹنے ٹیک کر زندگی بچانے پر ہرگز آمادہ نہیں۔" (بحوالہ چٹان ۴؍اکتوبر ۱۹۶۵ء صہ ۳)

الفرقان :- سچے محبِ وطن اور مومنوں کی یہی شان ہوتی ہے۔

۳۔ عرب کے قدیم عیسائیوں میں "قابلِ شرم خرابیوں" کا اقرار

مسیحی رسالہ اخوت لکھتا ہے :-

"عربستان میں آنحضرتؐ کے زمانہ کے نصاریٰ (نام نہاد مسیحی) توہمات

اور قابلِ شرم خرابیوں میں گرفتار تھے سچے مسیحی دین کے عوض پیر پرستی (جس کو خود اسلام نے اپنا لیا) اور مریم پرستی (MARIOLATRY) کا زور تھا۔" (اخوت لاہور ستمبر ۶۵ء ص۶)

الفرقان۔ یہ اعتراف قرآنی دعویٰ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کی تصدیق ہے کہ واقعی نزولِ قرآن کے وقت اہلِ کتاب و غیر اہلِ کتاب سب کی حالت ابتر ہو رہی تھی۔ انہیں "نام نہاد مسیحی" لکھ دینے سے حقیقت بدل نہیں سکتی۔ باقی "پیر پرستی" کو اسلام کے اپنا لینے کا الزام پادری صاحب کے تعصب کا اظہار ہے۔ اسلام تو نبیوں تک کی پرستش کو حرام قرار دیتا ہے کجا یہ کہ "پیر پرستی" کا روادار ہو۔

۴۔ ہندوستان انسانیت کا دشمن اور ہندوستانی فوج ذلیل ترین فوج ہے

جناب شورش کاشمیری بجا تحریر کرتے ہیں کہ :-

"ہم اس کو چھپا نہیں سکتے کہ اس وحشی فوج نے جس کو بھارتی سینا بھی کہتے ہیں اور جس کی "بسالت و شجاعت" پر رادھا کرشنن کے فلسفہ، شاستری جی کی اہنسا، چاون کی اکڑ فوں اور نندا جی مہاراج کی ہندویت کو بڑا ناز ہے کتنی کمینہ واقع ہوئی ہے۔ ایک ذلیل فوج ہی کسی ملک پر اس طرح حملہ کر کے اس کی بیٹیوں کو اپنی ہوس کی بھینٹ چڑھا سکتی ہے۔ جو کچھ اس فوج نے اپنی سرحدوں سے ملحق پاکستانی دیہات کی عورتوں سے عصمت کے فانوسوں سے کیا وہ اتنا اندوہناک اور شرمناک ہے کہ ہم اس کو قلم کی زبان پر نہیں لا سکتے لیکن ہندوستان کے ہر فرد بشر سے یہ کہنا ہمارا فرض ہے کہ ہندوستان کو ہم نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنا دشمن یقین کر لیا ہے۔" (چٹان ۴ اکتوبر ۶۵ء ص۳)

۵۔ اسلام سے وابستگی اور اسکے شاندار نتائج

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر لائلپور لکھتے ہیں :-

"ہم نے پندرہ دن کے ایک ایک لمحے میں اس حقیقت کا مشاہدہ کیا کہ ہمیں جس چیز نے سب سے زیادہ سہارا دیا وہ اسلام ہے ..... ہمیں اس کا بھی اعتراف کرنا چاہیئے کہ یہ جو کچھ حاصل ہوا یہ تو صرف اس ایک چیز کی برکت ہے کہ **ہم نام کی حد تک** اسلام سے وابستہ ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر صرف نام سے وابستگی کا نتیجہ اتنا شاندار ہے تو جب ہم عملاً اسلام کے سانچے میں ڈھل جائیں گے

اور ہمارے انفرادی اور اجتماعی نظام کا ہر گوشہ اسلام کے مطابق ترتیب پائے گا تو اس کے نتائج کس قدر شاندار ہوں گے اور ہم عزت و سربلندی اور کامرانی و کامیابی کے کس مینار تک پہنچ جائیں گے۔"

(المنبر ۲۴ ستمبر ۶۵ء)

۶۔ قرآن کے "اعجازی بیانات" کا مسیحیوں کی طرف سے واضح اعتراف

مسیحی ماہنامہ اخوت رقمطراز ہے کہ:۔

"قرآن کے یہ اعجازی بیانات کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے کلمہ کو لباس بشری پہنانے سے قبل کتنا بڑا اہتمام کیا، کس طرح مقدسہ مریم بطن مادر ہی سے خدا کی نذر ہوئیں۔ مقدسہ کی تطہیر و تقدیس، انکی کفالت کے لئے حضرت زکریا کا تقرر، ان کی خدمت، سلام اور پیغام کیلئے ان پر فرشتوں کا نزول، ان کی عالمین کی عورتوں پر تفضیلت، ان کی مخصوص اور ممتاز پیدائش اور ان کے بے نظیر القاب، خداوند یسوع مسیح کی اعجازی پیدائش اور ان کی ممتنع النظیر خصوصیات اور ممتاز جلالی القاب جن کی نظیر تاریخ مذہب پیش نہیں کر سکتی اور کتب مقدسہ کی تعریف و توصیف اور ان کی تصدیق و توثیق اور انبیاء کی مدح سرائی اور اس بارے میں قرآن مجید میں محکمات کی موجودگی قرآن کے بے مثل ہونے کے لئے کافی شافی، واضح دلیل نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟"

(اخوت لاہور ستمبر ۶۵ء ص)

الفرقان:۔ قرآن مجید نے حضرت مریم اور حضرت ابن مریم علیہما السلام پر جو احسانات فرمائے ہیں خود عیسائیوں کو بھی ان کا اعتراف کرنا پڑتا ہے اور اسی بیان پر وہ قرآن مجید کی اعجازی شان کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کیا مسیحی صاحبان کا یہ فرض نہیں کہ وہ محسن اعظم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بھی شناخت کریں؟

اشاعت فنڈ

ڈاکٹر محمد بشیر صاحب نکیالی نے چھ روپے، اور عزیزہ امۃ المجیب شاہدہ سلمہا اللہ نے پانچ روپے اشاعت فنڈ میں بھجوائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر بخشے۔ آمین

(مینیجر)

متفرقات

(۱) ہفت روزہ توحید - لاہور

اخبار توحید اہلحدیث بھائیوں کا آرگن ہے جو پوری آب و تاب سے جناب سید ابوبکر صاحب غزنوی ایم اے کی زیر نگرانی شائع ہو رہا ہے۔ چند پرچے مطالعہ سے گزرے ہیں مضامین اور مقالات موقعہ کے عین مناسب ہوتے ہیں، انداز تحریر متین اور سلجھا ہوا ہے۔ توحید کی تائید میں جتنی آوازیں بلند ہوں، جتنے اخبارات و رسائل شائع ہوں کم ہیں۔

پتہ:- دفتر توحید شیش محل روڈ۔ لاہور۔

(۲) تنظیم اہلحدیث لاہور کی ایک نظم

مارتا ہے جو کوئی حُبِّ خداوندی کا دم
اُس کو حُبِّ احمدی میں دل جلانا چاہیئے
دین اور دُنیا کے ہر اک رنج اور آرام میں
اتباعِ احمدی میں سر جُھکانا چاہیئے
گوہرِ اعمال پہ بازارِ محشر میں ضرور
رونقِ اخلاصِ دل کی آب داری چاہیئے

(تنظیم اہلحدیث لاہور یکم اکتوبر ۱۹۶۵ء)

(۳) معاونین خاص کے لئے تحریک دعا

الفرقان کے دس سالہ خریدار جنہوں نے پیشگی رقم ادا فرما کر رسالہ کی امداد فرمائی وہ دعا کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ احباب ان کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ ہنگامی حالات کے ماتحت صفحات کی کمی کے باعث اس وقت ناموں کی اشاعت نہیں ہو رہی۔

(۴) تبدیلی پتہ کی اطلاع

ماہنامہ الفرقان کی تاریخ اشاعت ہر ماہ کی دس تاریخ مقرر ہے۔ جن دوستوں کا پتہ تبدیل ہو جائے ان کی طرف سے پانچ تاریخ تک نئے پتہ کی اطلاع دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے ورنہ رسالہ سابقہ پتہ پر پوسٹ ہو جائیگا اور خریدار صاحب کو وہاں سے ہی حاصل کرنا چاہیئے۔

(۵) کیا یہ شکوہ بے جا ہے؟

دفتر کی طرف سے چندہ ختم ہونے کی اطلاع خریدار کو ایک ماہ پہلے رسالہ پر نشان کے ذریعہ دی جاتی ہے پھر وی پی کرنے سے پہلے کارڈ لکھا جاتا ہے لیکن جب کسی قسم کی اطلاع نہ ملنے پر وی۔پی کیا جاتا ہے تو بعض دوستوں کی طرف سے "انکاری" ہو کر واپس آجاتا ہے۔ بعض دوست پوسٹ مین سے نوٹس لے لیتے ہیں لیکن وی۔پی کی رقم ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ وہ Not Claimed ہو کر واپس آجاتے ہیں۔ جس سے رسالہ کو بلا وجہ نقصان ہوتا ہے فرمائیے کیا ہمارا یہ شکوہ بے جا ہے؟ براہِ مہربانی احباب کرام اپنے فرض کو پہچانیں۔ کیا دوست مشورہ دیں گے کہ اس طرح کے "انکاری" احباب کے اسماء گرامی شائع کر دیئے جایا کریں؟ (مینجر)

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل، چیل کافی تعداد میں موجود ہے

ضرورت مند اصحاب

ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں

- گلوب ٹمبر کارپوریشن، ۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون ۶۲۶۱۸
- سٹار ٹمبر سٹور ۹۰ فیروز پور روڈ۔ لاہور
- لائلپور ٹمبر سٹور راجباہ روڈ لائلپور۔ فون ۳۰۰۸

سرزمین قادیان کا اولین دواخانہ

جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اپنے مبارک ھاتھوں قائم فرمایا

سنہ ۱۹۱۱ء سے آپ کی جملہ طبی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے!

پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے

زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے!

قدیمی اولین مشہور آفاق

حب اطہر رجسٹرڈ

مکمل کورس پونے چودہ روپے!

دوائی خاص

زنانہ امراض کا واحد علاج

قیمت دو اونس چھ روپے

زد جام عشق

طاقت کی لاثانی دوا

قیمت ۴۰ گولی ۴ روپے

حب مفید النساء

عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا

قیمت خوراک ایکماہ ۲۰ روپے

نرینہ اولاد گولیاں

سو فیصدی مجرب دوا

قیمت فی کورس ۹ روپے

حکیم نظام جان اینڈ سنز

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دُکان ہے

"الفردوس"

۸۵۔ انارکلی۔ لاہور

رشید آئل کُکرز

بلحاظ

خوبصورتی، مضبوطی، تیل کی بچت

اور

افراطِ حرارت

دُنیا بھر میں

بہترین ہیں!

اپنے شہر کے ڈیلر سے

طلب فرمائیں

رشید اینڈ برادرز
ٹرنک بازار سیالکوٹ

(طابع و ناشر ابو العطاء جالندھری) مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر الفرقان ربوہ)

تفہیماتِ ربّانیّہ

محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مدیر الفرقان و سابق مبلّغ بلادِ عربیہ کی اس لاجواب تصنیف میں ان تمام اعتراضات کا تفصیلی اور تسلّی بخش جواب دیا گیا ہے جو مخالفینِ احمدیّت کی طرف سے کیے جاتے ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا:-

"اس کا نام میں نے ہی تفہیماتِ ربّانیہ رکھا ہے (طباعت سے پہلے) اس کا ایک حصہ میں نے پڑھا ہے جو بہت اچھا ہے۔ اس کتاب کے لئے کئی سال سے مطالبہ ہو رہا تھا کئی دوستوں نے بتایا کہ عشرہ کاملہ میں ایسا مواد ہے کہ جس کا جواب ضروری ہے۔ اب خدا کے فضل سے اسکے جواب میں اعلیٰ لٹریچر تیار ہوا ہے۔ دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اسکی **اشاعت کرنی چاہیئے**۔" (الفضل ۱۲ر جنوری ۱۹۳۱ء)

اب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن یکصد صفحات اور بعض قیمتی حوالہ جات کے اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس انتہائی مفید کتاب کا ہر احمدی گھرانہ میں موجود ہونا ضروری ہے۔

ضخامت آٹھ سو صفحات۔ قیمت مجلّد اعلیٰ سفید کاغذ گیارہ روپے، مجلّد اخباری کاغذ آٹھ روپے۔ کتابت و طباعت عمدہ۔

مکتبۃ الفرقان ربوہ

Monthly "AL-FURQAN" Rabwah
OCTOBER 1965 Regd. No. L 5708

ماہنامہ "الفرقان" اور احباب کا فرض

● حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ارشاد :-

"میرے نزدیک الفرقان جیسا علمی رسالہ تیس۳۰ چالیس۴۰ ہزار بلکہ ایک لاکھ تک چھپنا چاہیئے اور اس کی بہت وسیع اشاعت ہونی چاہیئے۔" (الفضل ۵ر جنوری ۱۹۵۶ء)

● حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابلِ قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے محاسن پر بہت عمدہ طریق پر بحث کی جاتی ہے۔ ایک طرح سے یہ رسالہ اُس غرض و غایت کو پورا کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مدّ نظر رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو ایڈیشن کے جاری کرنے میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش بڑی گہری اور خدا کی پیدا کردہ آرزو پر مبنی ہے کہ اگر ایسے رسالہ کی اشاعت ایک لاکھ بھی ہو تو پھر بھی دُنیا کی موجودہ ضرورت کے لحاظ سے کم ہے۔ پس مخیّر اور مستطیع احمدی اصحاب کو یہ رسالہ نہ صرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں خود خریدنا چاہیئے بلکہ اپنی طرف سے نیک دل اور سچائی کی تڑپ رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کے نام بھی جاری کرانا چاہیئے تا اس رسالہ کی غرض و غایت بصورت احسن پوری ہو اور اسلام کا آفتاب عالمتاب اپنی پوری شان کے ساتھ ساری دُنیا کو اپنے نور سے منوّر کرے۔ (خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۱۱/۷/۵۹)"

(الفضل ۱۰ر جولائی ۱۹۵۹ء)

رسالہ کا سالانہ چندہ چھ روپے ہے!

مینیجر الفرقان ربوہ

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا۔